Al-Qawārīr - Vol: 03, Issue: 03,
April – June. 2022

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

نکاح مسیار / مسفار اور خواتین کے سماجی و قانونی حقوق تجزیاتی مطالعہ

Nikah Masyar / Misfar and Social and Legal Rights of Women Analytical Study

Dr. Syeda Saadia*

Assistant Professor, Institute of Arabic and Islamic Studies, Government College Women's University, Sialkot.

Syeda Maryam Shah**

PhD, Scholar, Department of Islamic Studies, Lahore College Women's University, Lahore

ABSTRACT

The marriage institute in Islam has the core objective of human life. As it fulfils the natural, physical &emotional needs of man or adult female. This establishment has great objectives because this the fundamental or basic unit of every company.The construction and destruction of nations depend on the character of this establishment. That's why marriage is real important in Islam.And it has many clear objectives /purposes in its nature like fair distribution of rights and obligations between men and women, mutual love, attention, affection, kindness and chastity and look after for each other.It is not but a covenant, it receives many other benefits, both direct and collateral.The most significant facet of this contract is the protection of social and legal rights of women, which includes dowry, maintenance, protection, inheritance and Justice.Only o'er the past three decades, modern varieties of marriage have gone forth, although the practice is common in most Arab nations.In Nikah Masiar, the pair enters into a conditional agreement on the ground of certain facilities. This can be called a life of convenience. Which does not take on the general definition of matrimony.In the example of Nikah masyar, the woman usually waives all her rights which are her basic rights in the case of ordinary man and wife, for example, the responsibility of bread and maintenance is not the duty of the human race.This union is usually kept secret and is confined to a physical relationship.As a consequence, there has been a debate among scholars, psychologists and legal experts as to whether it is legal or illegal. Psychologists and legal experts involved in the argument say that union is a form of exploitation of women and its Should not be taken into account.

Keywords: *marriage institute in Islam, great objectives, distribution of rights, Nikah Masiar*

تمہید

اسلام انسان کی فطری، جسمانی و روحانی زندگی کا ضابطہ کامل ہے۔ انسانی زندگی کا وجود اور پہلا قائم ہونے والا سماجی ادارہ ایک مرد و عورت کے تعلق زوجیت کا رہین منت ہے۔ جو اس حقیقت کو منکشف بھی کرتا ہے کہ اللہ عزوجل نے کائنات کی ابتداء ہی سے ان دونوں جنسوں کی فطری و جبلی ضروریات کی تکمیل کا سامان ابتدائے آفرینش ہی سے فرما دیا تھا۔ اسی جبلت کو شریعت اسلامیہ نے شادی جیسے پاکیزہ بندھن کے ذریعہ پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ جس سے عائلی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس عہد نکاح میں میاں بیوی باہمی محبت، الفت اور افہام و تفہیم سے زندگی گزارنے کا عہد کرتے ہیں۔ لیکن یہ صرف ایک عہد و پیمان ہی نہیں ہے بلکہ یہ عقد بلواسطہ اور بلاواسطہ دیگر بہت سے فوائد و ثمرات اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اس کا نمایاں پہلو خواتین کے سماجی و قانونی حقوق کا تحفظ بھی ہیں جو اسے مہر، نان ونفقہ، رہائش، عدل، وراثت کی صورت میں کی صورت میں میسر آتے ہیں، لیکن گزشتہ تین دہائیوں سے نکاح کی جدید صورت پیدا ہوئی ہے اگرچہ اس کا رواج بکثرت عرب ممالک میں ہے اسے نکاح مسیار کا نام دیا گیا ہے، جن میں حق مباشرت اور مجامعت پر تحفظات کے معاہدے کئے جاتے ہیں، نکاح مسیار میں زوجین بعض سہولتوں کی بنیاد پر مشروط معاہدہ کرتے ہیں۔ اسے سہولت کی زندگی کہہ سکتے ہیں۔ جو نکاح کی عام فہم تعریف پر پورا نہیں اترتا۔ نکاح مسیار کی صورت میں عورت اپنے ان تمام حقوق سے عموماً دستبردار ہو جاتی ہے جو عام شادی کی صورت میں اس کا بنیادی حق ہوتے ہیں، مثلاً نان و نفقہ کی کی ذمہ داری مرد کے ذمہ نہیں ہوتی۔ عموماً اس نکاح کو خفیہ رکھا جاتا ہے اور یہ رشتہ محض جسمانی تعلق تک محدود ہوتا ہے۔ جس کے نتیجے میں علماء، نفسیات دانوں اور قانونی ماہرین کے درمیان اس کے جائز یا ناجائز ہونے پر بحث چل نکلی ہے، اس بحث میں شامل نفسیات دانوں اور قانونی ماہرین کا کہنا ہے کہ نکاح مسیار خواتین کے استحصال کی ایک قسم ہے اور اس کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

اس مقالہ میں کوشش کی جائے گی کہ نکاح مسیار / مسفار کے خواتین کے سماجی و قانونی حقوق پر اثراندازی کا جائزہ لیا جائے اور سماجی مسائل کس کس نوعیت کے جنم لے رہے ہیں اور خواتین کا استحصال کس طرح ہو رہا ہے اس کا جائزہ پیش کیا جائے۔

نکاح مسیار

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں کچھ ایسے خصائص رکھے ہیں جن کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان ہی خصائص میں سے ایک خصوصیت مرد و عورت کا ایک دوسرے کی طرف میلان ہے۔ اسی جبلت کو شریعت اسلامیہ نے شادی جیسے پاکیزہ بندھن کے ذریعہ پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ جس سے عائلی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس عہد میں میاں بیوی باہمی محبت، الفت اور افہام و تفہیم سے زندگی گزارنے کا عہد کرتے ہیں۔ اس عقد میں جنسی ضروریات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ دوسرے بہت سے مقاصد، عورت کا نان ونفقہ، رہائش، عزت کا تحفظ، افزائش نسل اور اولاد کی تعلیم و تربیت کا حصول عمل میں آتا ہے۔ نکاح کو اللہ تعالیٰ نے شوہر اور بیوی کے درمیان محبت و الفت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ

أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾"[1] اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ اُن کی طرف (مائل ہوکر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں اُن کے لئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔"

شادی مرد و عورت کے ایمان کی تکمیل، فطرت جنسی تسکین اور خاندانوں میں محبت کی بنیاد ہے۔ اس عقد میں فریقین پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اگر وہ ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو ان کے لیے حکم ہے کہ "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ."[2] اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھے وہ شادی کر لے اور جس میں طاقت نہ ہو وہ روزے رکھے، روزہ شہوت کم کر دیتا ہے۔" جبلی خواہشات کی تکمیل کا بہترین حل نکاح ہے۔ جس کے تحت ایک عائلی ادارہ وجود میں آتا ہے۔ یہ معروف نکاح ہے۔ لیکن عصر حاضر میں سعودی عرب اور دیگر عرب ممالک میں شرائط پر نکاح ترویج پا رہے ہیں، جن میں حق مباشرت اور مجامعت پر تحفظات کے معاہدے کئے جاتے ہیں۔[3] جدید معاہدات زوجیت میں ایک شکل نکاح مسیار کے نام سے ماضی قریب میں عرب ممالک اور خلیجی ممالک میں متعارف ہوئی ہے۔ نکاح مسیار میں زوجین بعض سہولتوں کی بنیاد پر مشروط معاہدہ کرتے ہیں۔ اسے سہولت کی زندگی کہہ سکتے ہیں۔[4]

مسیار کا لغوی مفہوم:

یہ لفظ سیر سے ہے:"**السیر فی لغة العرب: المضیٰ فی الارض**"[5] عربی زبان میں سیر کے معنی ہیں۔ زمین میں چلنا۔"**تقول العرب: سار الرجل یسیر سیرا، و تسیارا و مسیرة و سیرورة،، اذا ذھب، والتسیار تفعال من السیر.**"[6] "عربی کہتے ہیں: چلنے والا چلا اور اسی سے ہی تسیار، مسیرۃ اور سیرورۃ ہے اس کا معنی ہے۔ جب وہ گیا اور تسیار، باب سیر سے تفعال کے وزن پر ہے۔" المعجم الوسیط میں بھی اس سے مراد یہی مفہوم لیا گیا ہے۔"**وتقول العرب:،، سار الكلام او المثل فهو سائر و سیارا اذا شاع و انتشروا**"۔[7] "عرب کہتے ہیں: کلام جاری ہوا یا اس کی مثل چلنے والا اور بہت زیادہ چلنے والا جب عام ہوا اور منتشر ہوا اور پھیلا۔" لفظ مسیار عربی لغت کی بنیادی کتب میں موجود نہیں ہے، یہ بعض خلیجی ممالک میں مستعمل ہے۔ البتہ اس کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ لفظ مفعال کے وزن پر ہے اور اس سے مراد وہ آدمی ہے جو اکثر سفر میں رہتا ہے۔ **ڈاکٹر یوسف القرضاوی کہتے ہیں:**"**انا لا اعرف معنی المسیار فھی لیست معجمیة فیما راءیت و انما ھی كلمة عامیة دراجة فی بعض بلاد الخلیج یقصدون بها: المرور و عدم المكث الطویل**"۔[8] "لغت کی بنیادی کتب میں مجھے مسیار کا معنی نہیں ملا اور یہ ایک ایسا عمومی کلمہ ہے جو بعض خلیجی ممالک میں رائج ہے اور اس سے مراد وہ یہ لیتے ہیں: وہ مسافر جو ایک جگہ زیادہ دیر نہیں ٹھہرتا۔"

مسیار کے اصطلاحی معنیٰ:

عہد قدیم کی کتب فقہ میں نکاح مسیار کی کوئی اصطلاح نہیں ملتی یہ اخیر زمانہ میں معروف ہوا۔ اس کی وضاحت سعد الغزی اس طرح کرتی ہیں:" لیس لهذا الزواج اصطلاح عند الفقهاء قديما و انما عرف زواج المسيار في الاونة الاخيرة بأنه: الزواج الذی من خلالة تسقط المرأة بعض حقوقها الشريعية بالاختيار"[9]۔ "قدیم فقہاء کے ہاں اس طرح کی شادی کی کوئی اصطلاح نہیں ملتی بلکہ "زواج مسیار" آخری زمانہ میں ہی معروف ہوا ہے، اس سے مراد یہ ہے: وہ شادی جس میں عورت اپنی رضامندی سے ان حقوق سے دستبردار ہو جاتی ہے جو شریعت نے اس کو عطا کئے ہیں۔ ابن قدامہ نے بھی اس سے یہی مراد لیا ہے۔ ان کے مطابق اسی نکاح کی ایک نوع "الليليات و النهاريات" (رات والیاں اور دن والیاں) کے نام سے زمانہ قدیم میں موسوم تھی۔[10] **ڈاکٹر یوسف القرضاوی کے مطابق:** "فذواج المسيار هو: الزواج الذی يذهب فيه الرجل الى بيت المرأة، ولا تنتقل المرأة الى بيت الرجل و فی الغالب تكون هذه الزوجة ثانية۔ وعنده زوجة اخرىٰ هی التی تكون فی بيته و ينفق عليها" [11] مسیار شادی سے مراد وہ شادی ہے۔ جس میں آدمی، عورت کے گھر قیام کرتا ہے اور عورت اس کے گھر منتقل نہیں ہوتی، اس میں غالب امکان ہوتا ہے کہ یہ اس کی دوسری بیوی ہوتی ہے اور اس آدمی کی پہلی بیوی اس کے گھر میں رہتی ہے اور یہ اس کا خرچ بھی اٹھاتا ہے۔ شیخ عبداللہ بن منیع نکاح مسیار کی وضاحت یوں کرتے ہیں۔'أنه زواج مستكمل لجميع أركانه و شروطه الا أن الزوجين قد ارتضيا و اتفقا على ألا يكون للذوجة حق فی المبيت أو القسم۔ انما الأمر راجع لذوج متى رغب زيادة زوجة فی أی ساعة من ساعات اليوم والليلة فلة ذلك"[12] **اسی طرح ڈاکٹر ابراہیم الخضری کے نزدیک نکاح مسیار یہ ہے:**

"انه معروف قديما فی المملكة العربية السعودية، و يسمونه فی منطقة نجد ،،الضحوية،، بمعنى ان الرجل يتذوج المرأة،ولا يأتى اليها الا ضحىٰ، وهذا منذ خمسين سنة تقريبا"[13]

"نکاح مسیار، عقد الشرعی ہی کی مانند ہے، اس میں بھی زوجین کی باہم رضامندی سے حق مہر مقرر ہوتا ہے لیکن معروف شادی کے بالمقابل اس میں عورت اپنے بہت سے حقوق سے دستبردار ہو جاتی ہے۔"

شیخ عرفان حسونہ لکھتے ہیں:"وزواج المسياريتم بعقد شرعی، و مهر متفق عليه بين الذوجين ، لكنه يعفى من شيئين أساسين، لا تقوم دعائم البيت الا بهما، وهما اعفاء الرجل من حق النفقة على الزوجة، واعفاة من حقها من المبيت عندها"[14] **ڈاکٹر احمد الحجی نکاح مسیار کی تعریف یوں وضاحت کرتے ہیں:**" رجل بالغ عاقل امراة بالغة عاقلة تحل له شرعا على مهر معلوم و شهود مستوفين لشروط الشهادة على أن لا يبيت هو أن يتزوج عندها ليلا الا قليلا و ان لا ينفق عليها۔ سوأ كان ذلك بشروط مذكور فی العقد أو بشروط ثابة بالمعروف أو بقرائن الا حوال'[15]۔ "عاقل اور بالغ آدمی، عاقلہ اور بالغہ عورت سے متعین مہر اور دو

عادل گواہوں کی موجودگی میں اس شرط پر شادی کریں کہ اس عورت کے پاس زیادہ راتیں نہیں گزار سکتا اور نہ ہی وہ اس کو خرچ دے سکتا ہے، خواہ یہ شرائط نکاح نامہ میں ذکر کر دی جائیں یا یہ ان کے عرف سے یا احوال قرائن سے ثابت ہو جائیں۔"

مذکورہ بالا تعریفات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ نکاح مسیار وہ شادی ہے جو ماضی قریب میں عربوں کے ہاں رواج پائی۔ یہ ایک معاہداتی شادی ہے جو شرائط کے اعتبار سے عام شادی کی طرح ہے، لیکن اس میں عورت رضامندی کے ساتھ اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہو جاتی ہے جو شریعت اسلامیہ نے اسے دیے ہیں۔ مثلارات کی بجائے دن میں دونوں میاں بیوی کا ملنا، بیوی کا نان ونفقہ سے دستبردار ہو جانا، بیوی کا اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو کر جانے کی بجائے شوہر کا بیوی کے گھر پر قلیل مدت کے لیے قیام کرنا، راتوں کی برابری کے حقوق نہ ہونا وغیرہ۔

نکاح مسیار کی ابتداء

یہ نکاح زیادہ پرانا نہیں ہے۔ موجودہ شکل وصورت میں پہلی دفعہ سعودی عرب کے قصبہ قصیم میں فہد غنیم نامی شخص نے شیخ عثیمین کے فتوی سے انجام دیا۔ شیخ عثیمین نے اسے جائز قرار دیا تھا۔ [16] پھر آہستہ آہستہ یہ روایت سارے عرب میں پھیل گئی۔ اس کے بعد ۱۹۹۹ء میں سعودی عرب کے شیخ عبدالعزیز بن باز اور مصر کے شیخ سعد محمد طنطاوی کے فتاویٰ سے اس کو سعودی عرب اور مصر میں قانونی حیثیت حاصل ہو گئی۔[17] اس وقت یہ نکاح متحدہ امارات، لبنان، مصر، افغانستان، سوڈان اور شام میں رائج ہو چکا ہے۔[18] اسلامی فقہی اکیڈمی نے اپنے اٹھارویں اجلاس میں جو اپریل ۲۰۰۶ء کو مکہ المکرمہ میں قائم ہوا اس میں اس کی حتمی اجازت دے دی اور کہا گیا کہ مسیار شادی، معروف شادی کی تمام شرائط پر پورا اترتی ہے۔ اس شادی کے رجحان میں جہاں آئے روز اضافہ ہو رہا ہے وہاں علماء کی کثیر تعداد بھی اس کی تائید کر رہی ہے۔

Shaykh Yousaf al- Qaradawi claimed that majority of scholars are in favor of Misyar marriage. He reported that in a recent International Fiqhi convention in Doha, Qatar, more than 20 prominent Islamic scholars gathered and almost all of them agreed to the validity of Misyar and that it has no legal problems. The two or three scholars, who stood against it, also did not claim that it was harm; but they feared that it may lead to haram act and social problems, which is why they preferred it to be invalidated just as a way of prevention from probable forbidden acts[19].

بعض علماء کا کہنا ہے کی مسیار شادی کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ اس قسم کی شادیاں زمانہ قدیم میں بھیعرب تاجروں میں اللیلیات اور النهاريات کے نام سے رائج تھیں۔ **عرفان الدمشقی لکھتے ہیں:** **وقد جاء فی الكتب الفقه عن زواج مماثل لزواج المسيار سمى: بالنهاريات و هو: أن يشترط أحد الزوجينأن تكون علاقة الزواج بزوجة فی النهار، حرصا على مبيته عند الزوجة الاولى بالليل و هذه الصفة لزواج النهاريات تجعله قريبا جدا من زواج المسيار۔**[20] "کتب الفقہ میں زواج مسیار ہی کی طرح کی شادی کا ذکر آیا ہے جسے نہاریات (دن والیاں) کا نام دیا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ میاں بیوی میں سے کوئی ایک یہ شرط لگاتا ہے کہ اس کا تعلق اس شادی سے ہے جو دن والی ہے، اس بات کا خیال کرتے ہوئے کہ وہ رات اپنی پہلی بیوی کے پاس گزارے گا۔ نہاریات شادی کی یہ شرط اس کو نکاح مسیار کے بہت قریب کر دیتی ہے۔"

ڈاکٹر یوسف القرضاوی کہتے ہیں:

ان زواج المسیار ، کما یسمی ۔ لیس شیاء جدا انما هو أمر عرف الناس من قدیم ، و هو الزواج الذی یذهب فیه الرجل الی بیت المرأة الی بیت الرجل۔ [21]

"جس شادی کو مسیار کہا جاتا ہے وہ کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ یہ تو وہ شادی ہے جو لوگ زمانہ قدیم میں بھی کیا کرتے تھے، اس سے مراد یہ کہ شوہر اپنی بیوی کے گھر میں ہی اس کو ملنے اس کے گھر جاتا ہے اور اس کی بیوی شوہر کے گھر منتقل نہیں ہوتی۔"

عہد حاضر کے علماء و فقہاء کے نزدیک یہ شادی بالکل اس شادی کی طرح ہی ہے جو زمانہ قدیم مین نہاریات کے نام سے کی جاتی تھی۔ اس کا طریقہ کار یہ ہوتا تھا کہ شادی کے وقت یہ شرط طے کی جاتی تھی کہ شوہر، بیوی کے پاس رات میں نہیں ٹھہر سکتا وہ صرف دن کے اوقات میں ہی اس کے پاس قیام کرے گا۔

نکاح مسیار کے اسباب و وجوہات

نکاح مسیار کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔ اس کی درج ذیل وجوہات بیان کی جاسکتی ہے۔ **۱۔** بہت سے لوگ تعلیم کے حصول یا تجارت وغیرہ کی وجہ سے بیرون سفر پر جاتے ہیں اور ان کے سفر لمبے ہو جاتے ہیں۔ وہاں وہ جنسی محرومیت کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ اپنی بیویوں کو ساتھ نہیں لے جاسکتے ہیں۔ **۲۔** بعض افراد ایسے ہیں کہ جن کی بیویاں مختلف بیماریوں یا مشکلات کا شکار ہو جاتی ہیں اور اس طرح وہ اپنے شوہر کی جنسی ضروریات کو پورا نہیں کر پاتیں۔ **۳۔** بہت سے فوجی ایسے ہیں جو بارڈر کی حفاظت کے لیے یا کسی اور وجہ سے لمبی ڈیوٹی پر اپنے گھروں سے دور چلے جاتے ہیں اور وہاں جنسی مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ **۴۔** بعض اوقات حمل کے دوران یا بعض دیگر وجوہات کی بنا پر انسان مجبور ہو جاتا ہے کہ کچھ عرصہ کے لیے بیوی سے جنسی روابط ترک کر دے۔ **۵۔** بعض اوقات خواتین کے پاس زندگی گزارنے کے تمام وسائل ہوتے ہیں وہ یا ملازمت پیشہ ہوتی ہیں یا تعلیم حاصل کر رہی ہوتی ہیں، انھیں جنسی خواہشات کی تکمیل کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ایسے میں زوج المسیار کو وہ بہترین شرعی حل جانتے ہیں۔ **۶۔** ایسی خواتین جن کی جوانی میں ان کے شوہر انتقال کر جاتے ہیں، ان کی وفات کے بعد اپنی جنسی ضروریات کی تسکین کے لئے شادی کی ضرورت ہوتی ہے جب کہ معاشرے میں بہت ہی کم افراد ان سے شادی کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ **۷۔** خلیجی ممالک اور عرب ممالک میں عورتوں کی بہت بڑی تعداد ایسی ہے جن کو طلاق ہو جاتی ہے، اور ان کے ساتھ کوئی بھی مرد شادی کے لیے تیار نہیں ہوتا، تو ایسی خواتین کے لیے ان ممالک میں نکاح مسیار ایک ایسی امید ہے جس کے ذریعے وہ پاکیزہ زندگی گزار سکتی ہیں۔

نکاح مسیار کی شرعی حیثیت

1۔ نکاح مسیار کے قائلین: دور جدید کے علماء وفقہاء کی ایک جماعت اس نکاح کی بھرپور تائید کرتی ہے۔ان کے نزدیک موجودہ حالات کے پیش آمدہ مسائل کا حل اس میں پوشیدہ ہے اس میں لوگوں کے لیے سہولت موجود ہے اور وہ اس سے پاکیزہ زندگی اختیار کر سکتے ہیں۔اس جماعت میں درج ذیل فقہاء اور علماء شامل ہیں۔ شیخ یوسف القرضاوی، شیخ وھبہ الزحیلی، سید طنطاوی، شیخ سعود الشریم (امام وخطیب مسجد الحرام)، عبد اللہ منیع(سعودی عرب)، یوسف البدری(مصری شیخ اور رکن سپریم کونسل آف اسلامک افیئر)، شیخ نصر فرید وصل(سابق مصری عبدالماجد(بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ملائیشیا)،ڈاکٹر نائیک عزیز میٹ، میمونہ عمر (چیئرمین آف سی ترنگانو سنگل مدر ایسوسی ایشن ملائیشیا)اور دیگر۔[22]

ان کے نزدیک جواز مع الکراہتہ ہے،اس کے اسباب پر غور کیا جائے تو مجبوری کی بنا پر ہوتا ہے لہٰذا حرمت کا فتویٰ لگانا بے جا سختی ہے۔

قائلین جواز کے دلائل نکاح مسیار کے جواز میں قائلین جو دلائل پیش کرتے ہیں وہ کچھ یوں ہیں۔﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا﴾[23]"اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اگر میاں بیوی(کچھ حقوق کی کمی بیشی پر صلح کر لیں)۔ صلح بہر حال بہتر ہے۔ نفس تنگ دلی کی طرف جلدی مائل ہو جاتے ہیں، لیکن اگر تم لوگ احسان سے پیش آؤ اور خدا ترسی سے کام لو تو یقین رکھو کہ اللہ تمہارے اس طرز عمل سے بے خبر نہ ہو گا۔" یہ آیت مبارکہ قائلین کے جواز کی بنیادی دلیل ہے ان کے نزدیک اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میاں بیوی اپنے حقوق میں کمی بیشی کا اختیار رکھتے ہیں، اگر حقوق میں کمی بیشی سے رشتہ ازدواج کو قائم رکھا جا سکتا ہے اس کے لیے اپنے حقوق سے دستبرداری میں کوئی حرج نہیں ہے۔دین اسلام نے جو حقوق ایک بیوی کو عطا کیے ہیں بیوی اپنی رضامندی سے ان سے دستبردار ہو سکتی ہے۔ اس بارے میں امام بخاری نے الجامع الصحیح میں کتاب النکاح میں حضرت عائشہؓ کی حدیث نقل کی ہے۔﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا﴾[24]حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اس آیت ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا﴾ میں عورت سے مراد وہ عورت ہے جو کسی مرد کے پاس ہو اور وہ مرد اسے اپنے پاس نہ رکھنا چاہے بلکہ اسے طلاق دے کے کسی دوسری عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ تو یہ عورت اپنے شوہر سے کہے کہ تو ٹھہر جا اور مجھے طلاق نہ دے، خواہ تو غیر سے نکاح کر لے تجھے اجازت ہے، تم مجھے نفقہ نہ دینا اور نہ ہی میری باری شمار کرنا[25]یہی اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ...الخ﴾[26]اس حدیث میں اس بات کی صراحت ہے کہ عورت اپنے حقوق سے دستبردار ہو سکتی ہے۔وہ اپنے شوہر کی خوشنودی کے لیے اپنے حصہ کی باری بھی سوکن کو ھبہ کرنے کا اختیار رکھتی ہے، امام مسلم نے صحیح مسلم میں کتاب الرضاع میں بیوی کے اپنی سوکن کو اپنی باری ہبہ کرنے کے جواز میں باب باندھا ہے،،باب جواز هبتها نوبتها لضرتها،،۔[27]

سوکن کو اپنی باری ہبہ کرنے کی سب سے بڑی مثال تو حضرت سودہ بنت زمعہؓ کی ہے انہوں نے حضرت عائشہ کو اپنی باری ہبہ کی تھی۔

"عن عائشه رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا أراد سفر أفرغ بین نسائه فأیتهن خرج سهمها خرج بها معه وکان یقسم لکل امرأة منهن یومها ولیلتها غیر أن سودة بنت زمعة وهبت یومها ولیلتها لعائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم تبتغی بذلک رضا رسول الله صلی الله علیه وسلم"[28]

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے جس کا نام قرعہ میں نکل آتا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے اور ہر بیوی کے پاس ایک رات رہتے مگر سودہؓ بنت زمعہ نے اپنی باری کے دن رات حضرت عائشہؓ، زوجہ نبی ﷺ کو دے دیئے تھے اس سے غرض صرف رسول ﷺ کی رضاجوئی تھی۔"

بیویوں کے درمیان جسمانی تعلق اور محبت میں عدم مساوات کی اجازت ہے کے نہیں اس سے متعلق بھی قائلین حضرت انسؓ کی حدیث کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔: عن أنس قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إذا تزوج البکر علی الثیب أقام عندها سبعا، وإذا تزوج الثیب علی البکر أقام عندها ثلاثا"[29] "حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ نے باکرہ سے ثیبہ پر شادی کی تو باکرہ کے پاس سات دن قیام کیا اور جب ثیبہ سے باکرہ پر شادی کی تو اس کے پاس تین دن قیام کیا۔"

2۔ قائلین عدم جواز: وہ علماو فقہاء جن کے نزدیک نکاح مسیار، معروف نکاح کی صفات پر پورا نہیں اترتا اس میں مندرجہ ذیل شخصیات شامل ہیں۔

شیخ محمد ناصر الدین البانی، شیخ عبدالعزیز المسند (المستشار بوزارۃ التعلیم العالی)، شیخ محمد وهبة الزحیلی، شیخ عمر سلیمان الأشقر، شیخ عجیل جاسم (النشمی عمید کلیة الشریعة بالکویت سابقا)، شیخ محمد الراوی (رکن مجمع البحوث الاسلامیه، الازهر)، شیخ عبداللہ الجبوری۔[30]

قائلین عدم جواز کے دلائل

نکاح مسیار کے حرام ہونے کا جن علماء نے فتویٰ دیا ہے وہ درج ذیل دلائل سے استدلال کرتے ہیں۔۱۔ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلث و رباع[31] جو عورتیں تم کو پسند ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار ان سے نکاح کرلو۔ اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نہ کر سکو گے تو ایک عورت (کافی ہے) یا لونڈی جس کے تم مالک ہو۔ اس سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے۔ اسلام میں ایک سے زائد عورتوں سے شادی اس شرط پر کی جاسکتی ہے کہ ان کے درمیان عدل ہو اور اگر کوئی شخص یہ شرط پوری نہ کر سکتا ہو تو اس کے لیے آپ ﷺ نے سخت وعید سنائی ہے۔"عن أبی ہریرة عن النبی ﷺ قال: إذاکان عندالرجل امرأت انفل میعدلبینهماجاءیومالقیامةوشقة ساقط"[32] حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور ان کے درمیان انصاف اور عدل نہ کرتا ہو تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے بدن کا آدھا حصہ مفلوج ہو گا۔

یہ نصوص اس بات کی دلیل ہیں کہ مرد اپنی بیویوں میں عدل کا تقاضا پورا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا تو اس کے لیے ایک ہی بیوی کافی ہے۔ تو چونکہ نکاح مسیار میں عدم مساوات ہے اس لیے یہ جائز نہیں ہے۔

۲۔ دین اسلام میں شوہر کی بنیادی ذمہ داریوں میں نان ونفقہ اور رہائش کی ذمہ داری ہے، شوہر کا ان بنیادی ذمہ داریوں سے بری ہو جانا اور نکاح سے قبل اس طرح کی شرائط طے کرلینا یہ شریعت کی رو سے جائز نہیں ہے۔

"عن حكيم بن معاويه القشيرى ، عن أبيه، قال: قلت: يا رسولالله، ما حق زوجة أحدنا عليه؟،قال: أن تطعمها إذا طعمت، و تكسوها إذااكتسيت، أو اكتسبت،ولا تضرب الوجه، ولا تقبح، ولا تهجر إلا في البيت[33]

"حضرت حکیم بن قشیریؓ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ بیوی کا ہم پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو کھانا کھائے تو اس کو بھی کھلائے اور جب تو کپڑا اپہنے تو اس کو بھی کپڑا پہنائے اور اس کے منہ پر مت مارو اور برا بھلا مت کہو اور اس کے گھر کے سوا اس سے جدا مت رہو۔"

نکاح مسیار کو عام طور پر خفیہ رکھا جاتا ہے بطور خاص پہلی بیوی کو تو اس کی خبر بالکل بھی نہیں ہوتی، خفیہ نکاح شریعت اسلامیہ میں حرام ہے، رسول اکرم ﷺ نے اس کے بارے ارشاد فرمایا ہے: "فصل ما بین الحلال والحرام الدف والصوت فی النکاح"[34] نکاح کے حلال اور حرام ہونے میں دف اور آواز (اعلان) فرق کرتی ہیں۔ نکاح مسیار کے جواز اور عدم جواز کے قائلین کے دلائل میں یہ تطبیق ہو سکتی ہے کہ شریعت اسلامی نے بیویوں کے درمیان جو عدل کا حکم دیا ہے وہ ایک عام حکم ہے لیکن بعض خاص حالات میں مساوات ضروری نہیں ہے کیونکہ اگر مساوات ضروری ہوتی تو رسول اللہ ﷺ سیدہ سودہؓ کے معاملہ کو بھی برقرار نہ رکھتے اور اسی طرح باکرہ اور ثیبہ کے درمیان دنوں کی تقسیم کا بھی فرق نہ کرتے۔ جہاں تک نان ونفقہ کا تعلق ہے اگر شوہر تنگ دست اور مفلس ہو اور بیوی ملازمت پیشہ یا کاروبار کرنے یا مالدار ہونے کی بناء پر اپنے حقوق سے دستبردار ہو جائے تو اس سے شادی کو باطل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جامعہ بنوریہ کراچی کے دار الافتاء سے نکاح مسیار کو اصولاً جائز جب کہ مقاصد نکاح سے ہم آہنگ نہ ہونے کی وجہ سے مکروہ کہتے ہیں۔[35]

فتویٰ نمبر۲: ہمارے علم کے مطابق روشن خیال عرب علماء کرام نے زنا کے متبادل کے طور پر نکاح کی ایک قسم متعارف کروائی ہے جس میں بظاہر نکاح کی شرائط وارکان، ایجاب وقبول، گواہ، مہر کا لحاظ رکھا جاتا ہے مگر اصل مقصد ایک وقت تک شہوت رانی ہے جو نکاح کے شرعی مقاصد سے خالی ہے۔[36]

قائلین نکاح مسیار اور وجوہات

"الزواج بنية الطلاق" بھی درست نہیں، کیونکہ اس نکاح میں باقی لوازمات کو پورا کیا جاتا ہے، تاہم شوہر طلاق کی نیت سے کرتا ہے، جس کو "مجمع الفقہ الاسلامی" جائز نہیں سمجھتا، جو کہ خاتون اور اس کے اہل خانہ کے ساتھ دھوکہ ہے اور شریعت میں حرام ہے۔ اسلامی فقہ اکیڈمی کے فتویٰ اور شیخ عبد العزیز بن بازؒ کے فتویٰ کے درمیان فروری ۱۹۹۹ء میں شیخ الازہر محمد سید طنطاوی نے نکاح مسیار کو درست قرار دیا تھا، اس کے بعد مصر

سے بھی فتاویٰ سامنے آئے جس میں مذکورہ شرائط کے ساتھ عورت کسی بھی وقت نان ونفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے اور جب چاہے شوہر کو اپنے پاس ٹھہرنے کے لیے کہہ سکتی ہے۔ان کا مزید کہنا تھا اس کے برعکس اس قسم کی شادی مختلف ضروریات پوری کرنے کے لیے اسلامی خاتون کی لچک کا ثبوت ہے جس میں مسلمانوں کو گناہوں سے بچانے کے لیے مذہبی طور پر متبادل طریقے فراہم کیے جاتے ہیں۔ نکاح المسیار کو درست قرار دینے والوں میں قطر میں مقیم عالم دین عالمہ یوسف قرضاوی بھی شامل ہیں، مگر بیوی کے حقوق چھوڑنے کے حامی نہیں۔ متحدہ عرب امارات سے تعلق رکھنے والے عالم دین شیخ احمد کا کہنا ہے کہ یہ نکاح ان خواتین کے لیے باعث سہولت بن سکتا ہے جن کی عمریں ڈھل چکی ہیں، انہوں نے کہا کہ نکاح مسیار اور عام نکاح میں یہ فرق ہے کہ نکاح مسیار میں عورت اپنی رضامندی سے اپنے حقوق چھوڑ دیتی ہے اپنے حقوق سے دستبرداری میں کوئی مضائقہ نہیں۔اس کے علاوہ قائلین میں ایسے قوانین جو وقتی طور پر کسی جنس کو فائدہ پہنچانے کے لیے وضع کیے گئے ہوں، جیسے: Paper Marriage اور Contract Marriage بیرون ملک میں Nationality کا حصول ممکن بنانے کے لیے، چند سال پر مشتمل Aggrement ہو۔

خواتین کا خود کفیل ہونا	مال دار / ملازمت پیشہ خواتین کے والدین کا حریصانہ رویہ	والدین کا مہر کے لالچ میں امیر کی تلاش
شادی میں تاخیر	جنگی صورتِ حال میں مہاجر خواتین صرف تحفظ کی خاطر بغیر کسی شرط کے پیش کش	
حلالہ کی نیت سے کرنا	مندرجہ بالا تمام صورتوں میں عورت کی کوئی Demand نہیں ہوتی	

نکاح مسیار کے فوائد

نکاح مسیار سے معاشرے میں چند فوائد کا حصول ممکن ہوتا ہے: ۱۔ بعض افراد اپنے کاروبار اور ملازمت کی وجہ سے ایک جگہ رہائش نہیں رکھ سکتے ان کو مختلف ممالک میں رہنا پڑتا ہے۔ ۲۔ حق مہر اور شادی کے اخراجات کی استطاعت اور طاقت کا نہ ہونا بھی نکاح مسیار کی ایک بنیاد ہے۔ بعض افراد شادی کے اخراجات کا بار اٹھانے کا قابل نہیں ہوتے اور اسی وجہ سے وہ شادی سے محروم رہتے ہیں لیکن معاشرے میں ایسی بہت سی خواتین ہوتی ہیں جن کو ان اشیاء کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن وہ شادی کی خواہش مند ہوتی ہیں۔ ۳۔ وہ مرد و خواتین جن کی عمر شادی کی عمر سے متجاوز ہو جاتی ہے، یا مطلقہ اور بیوہ عورتیں، یا وہ مرد جن کی بیوی کسی دائمی بیماری میں مبتلا ہو جائے یا فوت ہو جائے اور یہ افراد معاشرے اور اولاد کی ملامت کے ڈر سے معروف نکاح نہیں کر سکتے۔ مذکورہ بالا حالات میں نکاح مسیار کے ذریعے بہت سے خلاف شرع کاموں سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔

نکاح مسیار کے نقصانات

نکاح مسیار جہاں معاشرے میں پیدا ہونے والی مسائل کا حل پیش کرتا ہے وہاں اس شادی سے بہت سارے مفاسد اور خرابیاں بھی جنم لیتی ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔ ۱۔ اس شادی سے نسب نامہ کی اہمیت کا خاتمہ ہو جائے گا اور پیدا ہونے والی اولاد مشکلات کا شکار ہو جائے گی۔ ۲۔ نکاح

مسیار کے جواز سے مرد ایک عورت سے دوسری اور پھر دیگر عورتوں کی طرف بلا جھجک منتقل ہوتا رہے گا۔ ۳۔ نکاح مسیار کی صورت میں شادی کا وہ عظیم عملی ودائمی مقصد فوت ہوجائے گا جس کے تحت ایک خاندان تشکیل پاتا ہے۔ اور شادی محض جنسی لطف اندوزی کا سبب بن کے رہ جائے گی۔

۴۔ مسیار کی شادی عموماً مرد کی دوسری شادی ہوتی ہے جو کہ خفیہ رکھی جاتی ہے۔ اس راز کے افشا ہونے پر خاندان کا ادارہ انتشار میں مبتلا ہو سکتا ہے۔

۵۔ نکاح مسیار میں بیوی کو اپنے جائز حقوق سے دستبردار ہونا پڑتا ہے جس کی وجہ سے صنف عورت کا معاشرتی و قانونی استحصال ہوتا ہے اور وہ عدم تحفظ کا شکار ہو سکتی ہے۔

نکاح مسیار اور خواتین کے سماجی و قانونی حقوق تجزیاتی مطالعہ

نکاح مسیار کے مفاسد اور خواتین پر اس نکاح کے اثرات پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ اس سے خواتین کے سماجی اور قانونی حقوق بہت حد تک متاثر ہوتے ہیں، اگرچہ اس نکاح کے جواز کے لئے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ جن خواتین کی شادی کسی معاشی، عائلی یا معاشرتی مجبوری کے باعث نہیں ہو سکی اس نکاح کے ذریعے عورت سماجی اور قانونی بیوی کا مقام حاصل نہیں کر پاتی، کیونکہ یہ نکاح کسی مجبوری یا ضرورت کو مدار بنا کر کیا جاتا ہے تو عموماً حالات بہتر ہونے پر یا ضرورت اور مجبوری کے خاتمے پر اس نکاح کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ جس سے شاید مرد کو تو کوئی فرق نہ پڑے لیکن مسائل کا سامنا کرنے لئے عورت پھر تنہا رہ جاتی ہے۔

جامعہ بنوریہ کراچی اس حوالے سے اپنے فتویٰ نمبر ۳ میں لکھتے ہیں:

> نکاح اسلامی تو زوجین کو حلال طریقے سے ازدواجی رشتے سے منسلک کرتا ہے اور دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق کا پابند کرتا ہے، جب کہ مسیار میں دونوں ایک دوسرے کے حقوق سے دستبردار ہو جاتے ہیں، یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ ایک مال دار لڑکی نکاح کرے تو نان ونفقہ اور سکنیٰ سے دستبردار ہو جائے لیکن حق زوجیت سے کیوں؟ ایک مرد تو دوسری شادی کے ذریعے بھی اپنی خواہش پوری کر سکتا ہے جب کہ عورت تو جس کے نکاح میں ہے اسی کی پابند ہے اور اس کے ہوتے ہوئے دوسری شادی نہیں کر سکتی تو اگر وہ اپنے سارے حقوق سے دستبردار ہونا چاہتی ہے تو نکاح کی کیا ضرورت؟ اس طرح کئی سوالات جنم لیتے ہیں، چونکہ نکاح مسیار، قرآن وسنت کی واضح ہدایات کی مخالفت ہے اس لیے ہمارے نزدیک یہ دونوں ہی شرعی اصول کے خلاف ہیں۔[37]

الوطن اخبار کی ایک رپورٹ میں عدالتی ذرائع کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ 'مسیار شادی' کی عمر دو ماہ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ 80 فیصد ناکام رہتی ہیں۔ بیشتر حالتوں میں دو ماہ بعد ہی فریقین میں اختلافات ہونا شروع ہو جاتے ہیں جو بالآخر علیحدگی پر ختم ہوتے ہیں۔[38] نکاح کا مقصد عمر بھر کا رشتہ جوڑنا، گھر بسانا اور اولاد پیدا کرنا ہے، لیکن دوسری طرف نکاح مسیار کا سلسلہ بھی جاری ہے جو نکاح کی عام فہم تعریف پر پورا نہیں اترتا، نکاح مسیار میں عورت اپنے ان تمام حقوق سے دستبردار ہو جاتی ہے جو عام شادی کی صورت میں اس کا بنیادی حق ہوتے ہیں، مثلاً نان ونفقہ کی ذمہ داری جو مرد پر نہیں

ہوتی، عموماً اس نکاح کو خفیہ رکھا جاتا ہے، یہ رشتہ محض جسمانی تعلق تک محدود ہوتا ہے لہٰذا اس پر بحث چل نکلی ہے اس بحث میں شامل نفسیات دانوں نے اپنی اپنی آراء کے مطابق اس کے جواز یا عدم جواز پر بحث کی ہے۔[39] سعودی گزٹ کا کہنا ہے کہ نکاح مسیار چونکہ عام ہوتا جارہا ہے، جس کے نتیجہ میں منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں لہٰذا اس ضمن میں چند علماء نفسیات دانوں اور قانونی ماہرین کی آراء درج ذیل ہیں:

نکاح مسیار: نفسیات دانوں اور قانونی ماہرین کی آراء

نفسیات دانوں اور قانونی ماہرین کا کہنا ہے کہ نکاح مسیار خواتین کے استحصال کی ایک قسم ہے اس کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

۱۔ مدینہ طیبہ کی یونیورسٹی کے ایسوسی ایٹ پروفیسر آف سائیکالوجی ڈاکٹر حسن ثانی کا کہنا ہے کہ نکاح مسیار شرعی نکاح کی شرائط وضوابط سے بچنے کا قانی طریقہ ہے، ان کا کہنا ہے کہ اس قسم کی شادی سے حقیقی شادی کے فوائد حاصل نہیں ہوسکتے، جو تعلق شروع سے ہی غیر مستحکم ہو اس کے اچھے نتائج کیسے مل سکتے ہیں، ڈاکٹر حسن ثانی نے نکاح مسیار کو محض جسمانی تعلق قرار دیتے ہوئے معاشرے میں خرابی کی وجہ قرار دیا۔

۲۔ قانونی ماہرین بھی اسے خواتین کے حقوق کی خلاف ورزی قرار دیتے ہیں، قانونی مشیر ڈاکٹر عمر الخولی کا کہنا ہے کہ نکاح مسیار قانونی تقاضے تو پورے کرسکتا ہے مگر اسے ہمیشہ راز رکھا جاتا ہے جس کا نقصان قانون کو ہی ہوتا ہے ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ایسی شادیاں وہ مرد کرتے ہیں جو پہلی بیوی سے چھپ کر نیا تعلق قائم کرنا چاہتے ہیں یا محض اپنے مفادات کے حصول کے لیے۔

۳۔ دوسری جانب اسلامک یونیورسٹی آف مدینہ اسلامی فقہ کے پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمٰن راداوی کا کہنا ہے کہ نکاح کے شرعی تقاضوں میں دلہن کی رضامندی، ولی کی موجودگی، دولہے کی رضامندی، دو گواہوں کی موجودگی اور کسی بھی قانونی ممانعت کی عدم موجودگی ضروری ہے، اگر شرعی تقاضے پورے ہوں تو اسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے مگر یہ بات اہم ہے کہ شوہر عورت کو اپنی بیوی تسلیم کرے اگر اس تعلق سے اولاد پیدا ہو تو اسے اپنی اولاد تسلیم کرے اور اس کے جائز حقوق ادا کرے، انہوں نے اس بات سے اتفاق کیا کہ نکاح مسیار وہ احساسِ تحفظ فراہم نہیں کرتا جو کہ روایتی شرعی نکاح کرتا ہے۔[40]

مولانا تقی عثمانیؒ نکاح مسیار پر فتویٰ دیتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں: "عارضی شادی اسلام میں حرام ہے قرآنِ کریم، حدیث شریف اور چاروں ائمہ مجتہدین کے نزدیک حرام ہے، حلال طریق پر تمام شرائط ملحوظ رکھتے ہوئے جب نکاح کے تمام راستے کھلے ہوئے ہیں تو پھر حرام طریقہ کو اختیار کرنے پر آدمی کیوں مجبور ہے؟ یہ شیطان کی طرف سے کھلا دھوکا ہے"۔[41]

نکاح مسیار کے عملی رجحانات اور اس کے نتائج

نکاح مسیار کے جواز اور دلائل کے بعد اس کے عملی رجحانات اور اس کے نتائج پر غور کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس میں عورت کی رخصتی نہیں ہوتی، نان ونفقہ بیوی کے ذمہ ہونے کی وجہ سے اس شادی میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے، خلیجی ریاستیں ملائشیا اور انڈونیشیا جو اس کے سخت مخالف ہیں میں بھی

غور وفکر ہو رہا ہے، عرب نیوز نکاح مسیار جس کے سبب طلاق کی شرح میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا ہے [42] یہ وہ تعداد ہے جو باقاعدہ عدالتوں میں رجسٹر ڈ ہوئی ہیں۔

نکاح مسیار کے معاشرے پر اثرات

علماء کے نزدیک یہ نو ایجاد بدعتی نکاح ہے کیونکہ اس میں اگر شروط وارکان پورے بھی ہوں پھر بھی نکاح کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے البتہ یہ سماجاً معاشرتی سطح پر جائز نہیں، کیونکہ اس کے بہت زیادہ منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں، اس میں ایک گونہ عورت کے جسمانی اور اس کی اولاد کی تربیت اور اخلاقی حقوق کا استحصال ہے اور اگر نکاح شرعی کے قواعد وضوابط کا لحاظ رکھے بغیر اس کو منعقد کیا ہے تو یہ سرے سے حرام ہے، نظری طور پر توجواز ہے مگر عملی اعتبار سے اسے معیوب خیال کیا جاتا ہے۔ اس نکاح میں بہت ساری معاشرتی خرابیاں اور مفاسد پائے جاتے ہیں جو کسی پر مخفی نہیں، مثلاً خاوند کی وفات کے بعد ترکہ میں اختلاف اور اسے خفیہ رکھنے میں اور اعلان نہ کرنے میں بہت ساری خرابیاں مضمر ہیں اور پھر کچھ بدقماش قسم کے لوگ اس کو غلط کام کا وسیلہ بنالیتے ہیں اور وہ آپس میں حرام تعلقات قائم کر کے عزیز واقارب اور پڑوسیوں کی آنکھوں دور اور جب کوئی دیکھے تو کہیں گے یہ شادی مسیار ہے۔

عورت کے سماجی وشرعی حقوق کا استحصال

مرد کے ذمہ نان ونفقہ اور ذمہ داریوں سے مبرا ہونے کی وجہ سے سراسر عورت کے حقوق کا استحصال ہوتا ہے، درج ذیل قرآنی آیت مرد اور عورت کے ایک دوسرے کے ذمہ حقوق وفرائض عائد کیے گئے ہیں جن سے دستبرداری سراسر شریعت کی خلاف ورزی ہے: ﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴾۔[43] "اور دستور کے مطابق عورتوں کے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں، جیسے مردوں کے عورتوں پر، البتہ مردوں کو عورتوں پر (ایک درجہ) فضیلت ہے اور اللہ بڑا غالب حکمت والا ہے"۔ مندرجہ بالا آیت حقوق وفرائض کے ساتھ ذمہ داریوں سے بھی آگاہ کرتی ہے، جو کسی بھی طرح ایک دوسرے کے حقوق کے استحصال کی اجازت نہیں دیتی، تاہم یہ تیزی رواج پائے نکاح کا منفی اثر عورت پر پڑتا ہے۔ 1۔ عورت نان ونفقہ سے محروم رہتی ہے، جو کہ اس کا بنیادی حق ہے۔ 2. وراثت سے محروم رہتی ہے۔ 3. عائلی زندگی میں دوام ہوتا ہے جب کہ اس نکاح کو دوام حاصل نہیں اور طلاق لازم ہے۔ 4. اس نکاح کو صیغہ راز میں رکھا جاتا ہے جو کہ سراسر عورت کے لیے معاشرہ میں بدنامی کا باعث ہے۔ 5. عورت اپنی نفسانی خواہشات میں مرد کی پابند ہوتی ہے اور یہ اس کے ساتھ ظلم وزیادتی ہے۔ 6. شریعت کے مطابق نکاح میں عورت کو تمام مروجہ سہولیات میسر ہوتی ہیں جب کہ اس نکاح میں عورت اپنا معاشی ومعاشرتی مقام کھو بیٹھتی ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ معاشرے پر بوجھ بن جاتی ہے اور کوئی اس کا پرسان حال نہیں ہوتا، کیونکہ اس نکاح کی وجہ سے محض جنسی تعلق ہوتا ہے جو رفتہ رفتہ کم ہو جاتا ہے جب کہ شریعت نے اس تعلق کو مودّت اور رحمت سے تعبیر کیا ہے اور اسی اسٹیج پر پہنچ کر رحمت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ 8. آخری زندگی میں کوئی پرسان

حال نہیں بڑھاپے میں جب مال و دولت نہ کما سکے تو زندگی بوجھ بن جائے گی۔ 9. یہ فطری انسانی خواہش ہے کہ انسان اپنی اولاد کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور دادا، دادی، نانا، نانی یا اس سے اگلے رشتوں کو دیکھ کر روحانی خوشی ہوتی ہے، لیکن اس نکاح میں ایسا ممکن نہیں اور بڑھاپے کو کوئی سہارا نہیں۔

10. شوہر کی جانب سے طلاق دینے کی صورت میں مہر اور دوران عدت کے نفقہ و سکونت سے بھی محروم رہتی ہے، کیونکہ اسے زواج المسیار کے باعث یہ حقوق پہلے ہی حاصل نہیں ہوتے۔ 11. اولاد کی صورت میں بچوں کی تربیت و پرورش کا بار بھی تنہا عورت ہی کو سہنا پڑتا ہے۔ 12. بعض حالات میں مردان بچوں کو اپنا نام بھی نہیں دیتے۔ 13. اگر دوران نکاح شوہر کا انتقال ہو جائے تو عورت اور بچے وراثت سے محروم رہتے ہیں۔

عربی روزنامہ عکاظ نے اپنے ذرائع کے حوالے سے لکھا ہے کہ حقوق انسان کمیٹی میں المسیار شادی کے حوالے سے متعدد کیس درج ہوتے رہتے ہیں تاہم حال ہی میں تین کیس سامنے آئے ہیں جن میں ایک خاتون نے حقوق انسان کے ادارے میں شکایت کی کہ اس کے شوہر نے بچے کی ولادت کے وقت اپنی پہلی بیوی کا نام اور اسکا شناختی کارڈ نمبر درج کرایا جس کی وجہ سے وہ اپنے بچے سے محروم ہو گئیں۔[44] خاتون کی جانب سے درج کی جانے والی شکایت میں مزید کہا گیا تھا کہ، 'میری مجبور ممتا کا مذاق اڑایا گیا اور مجھے میرے لخت جگر سے دور کر دیا گیا۔'

مرد کا اپنی ذمہ داریوں سے انحراف

اس نکاح میں مرد اپنی تمام تر ذمہ داریوں سے مبرا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے رشتہ ازدواج اور معاشرہ دونوں عدم توازن کا شکار ہوتے ہیں۔ بعض مرد ان حقوق سے جن سے عورت دستبردار ہوتی ہے ان سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں سے بھی فرار پاتے ہیں اور کاہلی اور سستی کا شکار ہو جاتے ہیں اور خصوصاً گھر داماد کی صورت عزت نفس سے محروم ہو جاتے ہیں اور محنت کی بجائے دوسرے کے مال پر انحصار کرتے ہیں اور غیر ذمہ دار ہونے کی وجہ وہ اللہ کے ہاں بھی جواب دہ ہے۔ روزنامہ عکاظ ہی کی ایک اور خاتون کی جانب سے دی گئی درخواست میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص سے 'شادی' کی۔ شوہر کبھی آتا تھا کبھی نہیں تاہم جزوی ذمہ داری ادا کرتا تھا مگر مشکل اس وقت شروع ہوئی جب ان کے یہاں بچے کی ولادت ہوئی۔ بچے کی پیدائش کے بعد سے اب تک شوہر نے اپنے بچے کو تسلیم نہیں کیا۔ بچے کی عمر اس وقت پانچ برس ہو چکی ہے اور وہ اپنے والد کے بارے میں پوچھتا ہے مگر وہ اسے بتا نہیں سکتیں۔ درخواست میں کہا گیا ہے کہ، 'میں بچے کی ولدیت میں کیا لکھوں۔[45]

اولاد کے حقوق کا استحصال

وقتی طور پر کیے جانے والے اس فیصلے سے سب سے زیادہ بچے متاثر ہوتے ہیں، جنہیں نہ والدین کا ساتھ ملتا ہے اور نہ ہی انکا پیار اور شفقت۔ روزنامہ عکاظ میں شائع شدہ رپورٹ میں کہا گیا کہ ایک کیس میں ایک لڑکی نے حقوق انسان کمیٹی سے اپیل کی کہ اسے والد کا نام و نصب نہیں ملا، لڑکی کا کہنا تھا کہ اسکے والد نے 20 برس قبل والدہ سے شادی کی جو کہ شرعی اصولوں کے تو مطابق تھی تاہم اسے قانونی مجبوریوں کی وجہ سے رجسٹر نہیں کرایا گیا جس کی وجہ سے وہ آج تک اپنی نسبت سے ہے۔[46] شرعی نکاح میں مرد پر نہ صرف عورت کا نان و نفقہ، رہائش اور تحفظ کی ذمہ داری ہوتی ہے بلکہ اولاد

کی مناسب تعلیم وتربیت اور رہائش وخوراک اور تربیت کی تمام تر ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اس کے لیے وہ جو تگ ودو کرتا ہے اسے عبادت الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لیکن نکاح مسیار میں جب عورت کو ہی جائز حقوق اور سہولیات میسر نہیں تو اولاد کہاں سے لے سکتی ہے، لہٰذا معاشرے میں مختلف طریقوں سے اولاد کے حقوق کا بھی استحصال ہوتا ہے۔ ماں کو رہائش وخوراک، نان ونفقہ میسر نہ آنے سے اولاد بھی ان سہولیات سے محروم رہتی ہے۔ اولاد کی مناسب تعلیم وتربیت نہ ہونے سے وہ معاشرہ کے اہم افراد بننے کے بجائے معاشرہ کے لیے ناسور بن جاتے ہیں اور اس طرح معاشرہ کی اسلامی اقدار ختم ہو جاتی ہیں۔ چونکہ دین اسلام ایک ایسے متوازن معاشرہ کی بنیاد رکھنا چاہتا ہے جس سے ہر وقت اور ہر موقع پر عدل وانصاف اور حقوق وفرائض کی بجاآوری کا نظریہ واضح ہو، نکاح مسیار سے حاصل شدہ اولاد سے اسلامی معاشرہ کی بنیاد رکھنا عبث اور بے کار ہے۔ اولاد تمام حقوق وراثت سے محروم ہوتی ہے جس سے معاشرتی برائیوں اور جرائم کے دروازے کھلتے ہیں۔ اولاد پدرانہ شفقت سے محروم رہتی ہے جس سے ان کی مناسب تربیت نہیں ہوتی اور ان میں شفقت ومحبت کے جذبات پیدا نہیں ہوتے، بلکہ وہ خود احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اولاد کا معاشرے کے اندر کوئی مقام نہیں ہوتا، چونکہ اس نکاح کو مخفی رکھا جاتا ہے تو اس سے حاصل شدہ اولاد کو کیا نام دیں گے، بچے کا اپنے ننھیال وددھیال میں اپنی حیثیت برقرار رکھنا مشکل ہو جائے گا، ایسی صورتِ حال میں وہ باپ کی موت کے بعد وراثت میں سے حصہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا، جبکہ اس سے عائلی زندگی بھی عدم توازن کا شکار ہو گی۔

حاصل بحث

اسلام شادی کے مقدس بندھن کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار کرنا چاہتا ہے۔ اسی لیے نکاح موقت اور نکاح سری کی اسلام میں ممانعت کی گئی ہے۔ اور کچھ ایسے اصول بتائے گئے ہیں کہ جن کی وجہ سے رشتہ ازدواج دائمی ثابت ہو سکے۔ جس عقد میں شرعی شروط کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو وہ اسلامی اور شرعی نکاح نہ ہو گا، نکاح اسلامی کی صورت میں مرد کے ذمہ عورت کا نان ونفقہ، تحفظ اور ذہنی سکون مہیا کرنے کا پابند ہوتا ہے جب کہ اس قسم کے نکاح سے مرد اپنی تمام تر ذمہ داریوں سے راہ فرار حاصل کر لیتا ہے اور عورت کے حقوق کا استحصال ہوتا ہے جو اسلامی رو سے ناجائز ہے۔ یہ نکاح عرب ممالک میں ایک عرصے تک وجہ نزاع بنا رہا اور اس پر علمی حلقوں میں بحث بھی ہوتی رہی، ۱۲ اپریل ۲۰۰۶ء کو oic کے تحت جدہ میں قائم "مجمع الفقہ الاسلامی" نے اس حوالے سے ایک خصوصی اجلاس بلایا، یہ اہم اجلاس "نکاح کے مروجہ نئے طریقے" سے متعلق مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا، جس کی صدارت عالم اسلام کے ممتاز فقیہ ڈاکٹر وہبہ ذحیلیؒ نے کی اور درج ذیل اعلامیہ جاری کیا: مجمع فقہ الاسلامی اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ شادی کے نئے عقد کو اگرچہ اس کے نام اور اوصاف اور صورتیں مختلف ہیں، شریعت مطہرہ کے مقرر کردہ اصول وضوابط کے تابع ہونا چاہیے اور اس میں ارکان وشرائط پوری ہوں اور وہ موانع سے خالی ہوں"۔ عصر حاضر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ خلیجی اور عرب ممالک جہاں پر علماء کرام نکاح مسیار کے جواز کے دلائل پیش کر رہے ہیں۔ ان ممالک میں بیرون ممالک کے لوگوں کو شادی کی اجازت دی جائے اور بیرون ممالک کے لوگوں کو یورپی ممالک

کے لوگوں کی طرح شہریت دی جائے۔ تا کہ وہاں عورتوں کو نکاح مسیار کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ شادی کی غیر شرعی رسومات اور بے جا اخراجات کا حکومتی سطح پر سدباب کیا جائے تا کہ شریعت طریق پر سہولت کے ساتھ نکاح کے ذریعے مرد و عورت اپنی حاجات کا انتظام کر سکیں اور زوجین میں سے کسی کے حقوق خصوصا بیوی کے حقوق کی پامالی نہ ہو۔

اس نکاح کے جواز کے لئے اگرچہ عورتوں کے حقوق کے تحفظ اور فراہمی کو دلائل بنا کر پیش کیا جاتا ہے لیکن بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس نکاح کے ذریعے عورت ہمیشہ عدم تحفظ کا شکار رہتی ہے کہ کب یہ شوہر مجھے چھوڑ جائے، یہ صورتحال عورت کے لئے بہت سے نفسیاتی مسائل کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ عورت اپنے حقوق سے دستبرداری کے باوجود شرعی بیوی کا مقام حاصل کرنے میں ناکام رہتی ہے اس کی حیثیت محض مرد کی خواہش پوری کرنے والے ایک کھلونے سے زائد کچھ نہیں رہتی۔ شوہر کے چھوڑ دینے کے بعد اس کا مستقبل بالکل تاریک ہو جاتا ہے کہ اب کس سے آس لگائے، کس در پر جائے۔ "نکاح مسیار" کے خاتمے کے بعد جدا ہونے والے مرد وزن شاید کسی اور کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں۔ یوں برائی کا راستہ کھل جاتا ہے۔ ایسی عورت کو معاشرے میں اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا، عموما افراد معاشرہ کی اکثریت اس حقیقت سے ناآشنا ہوتی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے نکاح کے رشتے میں منسلک ہیں۔ جائزہ لیا جائے تو حالات مغربی معاشرے کے ڈھب پر چل نکلیں گے۔ تاہم ضروریات زندگی، معاشرتی تغیرات، رہن سہن اور مخصوص انفرادی حالات میں نکاح مسیار کو عرب ممالک کے علماء نے جائز قرار دیا ہے۔ کیونکہ خواتین کی بڑھتی ہوئی تعداد، ان کا تعلیم یافتہ ہونا یا ملازمت پیشہ ہونا ایسی صورت میں مساوی رشتوں کی عدم دستیابی کی صورت میں ایسے مسائل ہیں جن کے سبب خواتین کی ایک بڑی تعداد شادی کی منتظر رہتی ہیں اور وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے، اگر معاشرے میں ایک سے زائد نکاح کو معیوب نہ سمجھا جائے اور دلوں میں تھوڑی وسعت پیدا کر لی جائے تو ممکن ہے کہ بہت سے مردوں اور عورتوں کو نکاح مسیا کا راستہ ہی اختیار نہ کرنا پڑے، جس سے نہ صرف معاشرے میں پھیلے ہوئے منکرات و فواحش کا قلع قمع ہو سکے گا بلکہ خواتین کے حقوق کا تحفظ بھی یقینی بنایا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1]: الروم، ۳۰:۲۱

Al-Qur'an, Al-Roam, 30:21

[2] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ، رقم الحدیث: ۵۰۶۵

Al-Bukhari, Muhammad ibn Isma'il, *Al-Jami 'al-Sahih, Kitāb al-Nikǎh ,Bāb at-Tergheēb fi* al-Nikǎh, (Dar Tawq al-Najat, 1422 AH), Ḥadīth. No 5065.

[3] بھٹہ، میاں مسعود احمد، حیات النکاح، آہن ادارہ اشاعت و تحقیق، لاہور ۲۰۱۰ء، ص:۵۹

Bhutta , Miȳan Masud Ahmad, Hiȳāt Al-Nikāh, Āhen, Idārāh Ishāt o Tehqēq, Lahore, 2010, p, 59

بھٹہ، میاں مسعود احمد، حیات النکاح، آہن ادارہ اشاعت و تحقیق، لاہور ۲۰۱۰ء، ص:۶۰،[4]

Bhutta , Miȳan Masud Ahmad, Hiȳāt Al-Nikāh, Āhen, Idārāh Ishāt o Tehqēq, Lahore, 2010, p, 60

[5] الاصفہانی، الحسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، مکتبہ المطبعتہ البابی، القاھرۃ، المطبعۃ الاخیرہ، ۱۹۴۱ء، ص:۲۴۵

Al-Asfhāni, Al-Hussain bin Muhammad, Al- Mufrdāt fi-ghareēb al Quran, Mektabah al- Metbāh al- bābi, al-Qāhirāh, al-Metbah al- Akhēerāh, 1941, p. 245

[6] ابن منظور، الافریقی الحزرجی، لسان العرب، المطبعۃ الامیریۃ بولاقما القاھرۃ الطبعۃ الاولیٰ، ۲/۲۵۲

Ibn-e- Menzoor, Al-afrēeqi Al-hiźerji, Lisān al-Arab, Al-Mettbāh al-Āmēriyā, Bebūlā quma al-Qahirāh, Al-tebbāh al Aŵlā, 2/252

[7] ابراھیم، انیس اخرون، المعجم الوسیط، دار احیاء التراث العربی، ۱۹۷۲ء، ۱/۴۶۷

Ibrahim, Anēes Akhrōon, Al-Mu'jjem al Waseēt, Dār Ahyā al-Turāth al-Arabi, 1972, 1/467

[8] القرضاوی، یوسف، زواج المسیار، حقیقۃ وحکمہ، مکتبہ وھبہ القاھرۃ، ۱۹۹۹ء، ص:۱۱

Al-qardhāwi, Yousuf, Zawāj al Misiyār, Haqēeaqa O Hikmāh, Mektabāh o Hibb al- Qāhirāh, 1999, p. 11

[9] الغزی، سعد، احکام الزوج فی الشریعۃ الاسلامیۃ، مکتبہ الصحوۃ، کویت ۱۹۸۸ء، ص:۲۱۴

Al-ghuzā, Sāad, Ahkām az Zaūj fi al-Shari'ā al-Islamiā, Mektabā al- Sehwa, Kuwait, 1988, p.214

[10] ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی علی المختصر الخرقی، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۴ھ،، ۷/۴۵۰

Ibn-e- Qadāmā, Abdullah bin Ahmad, Al-mughni Ali al-muhtser al-Kherqi, Dār al-fikker, Beirut, 1414, 7/450

[11] القرضاوی، یوسف، حول زواج المسیار، مجلۃ الشریعۃ، الاردن۔ العدد ۱۹۹۸، ۳۹۲ء

Al-qardhāwi, Yousuf, Huŵl Zawāj al Misiyār, Mujjellā Al Shariyā, Al-Arden, al-added , 1998, p.392

[12] مقابلۃ منشورۃ فی مجلۃ العصرۃ، العدد، ۴۶، ص:۱۵

Muqāblā Menshurā,fi Mujjellā al Asrā al added, 46, p. 15

[13] ابراھیم الخضری، زواج مسیار، ص:۸۰

Ibrahim al hizrā, Zawāj e Misiyār, p.80

[14] حسونۃ، شیخ عرفان، نکاح مسیار واحکام الانکحۃ الاخریٰ، ص:۳

Hasūnā, Sheikh Irfan, Nikkah Misiyār o Ahkām al- Ankaht al Ukhrāh, p.3

[15] **الاشقر، اسامه عمر سليمان ، مستتجدات فقهية فى قضايا الزواج و الطلاق، دارالنفائس، ۱۹۸۴ء، ص :۲۲۷**

Al-Ashqer, Usama Umer Sulaiman Mustjdāt Fiqqiyā fi Qadhiyā al Zawāj o Talāq, Dār al- Nifās, 1974,p. 227

[16] **عقد و الزواج المستحد ثة و حكمها فى الشريعة، ص :۲۱**

Aqad o al Zawāj al Musttedeth O Hukmuhuma fi al-Shari'ā, p.21

[17] Osmani, Noor Muhammad, Dr : Misiyār Marriage between Shari'ah texts Realities and scholars, Fatawa: An Analysis IIUC STUDIES ,December, 2011, p: 297.320

[18]محمد بركات، عاصفة المسيار،صحيفة الوطن العربى، العدد١٩،١١١١-٦-١٩٩٨ء،ص:٥٣

Muhammad Berkāt, Asifā al- Misiyār, Sahifā al-Wetten al- Arabi, al-added,19,1111, 1998, p. 53

[19] Noor Muhammad Usmani,2011, p297.230

[20]الدمشقى ، عرفان ، نكاح المسياروالاحكام الانكحة المحرمة، المكتبه العصرية، بيروت، ص: ٩

Al-demshiqi, Irfan, Nikkah Misiyār o Ahkām al- Ankaht al Ukhrāh, Al-mektabā al – Asriyā, Beirut, p. 9

[21]ایضا،القرضاوی،یوسف،زواج المسیار حقیقتہ وحکمہ،ص:۹

Ibid, Al-qardhāwi, Yousuf, Huŵl Zawāj al Misiyār, Haqēeaqa O Hikmāh, p.9

[22] ایضا،عثمانی،نور محمد،ص:۷۵

[22] Ibid: Noor Muhammad Usmani,, p75

[23]النساء،۴:۱۲۸

Al-Quran: Al-Nisa 4: 128

[24]ایضا

Ibid

[25]-الجامع الصحيح للبخارى، كتاب النكاح، باب :بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: أَنْ يَصَّالَحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ، حديث:**2694**

Al-Jami 'al-Sahih,lil Bukhari, Kitāb al-Nikah ,Bāb Qawl Allah T'ālā: Un yuslihā baināhumā, sulhun wa sulhu khair, Hdith2694

[26]النساء،۴:۱۲۸

Al-Quran : Al-Nisa, 4:128

[27]مسلم ، الجامع الصحيح، كتاب الرضاع، باب جوازهبتها نوبتها لضرتها، حديث نمبر١٤٦٥،داراحياء التراث العربى، بيروت

Muslim Aljami' al Sahih , , Kitāb al Ridh'a, bāb Jawāz hibtuhā naubtuhā zurtuhā, Hadith no. 1465, Dār Ahyā al Turath al Arabi, Beirut

[28]بخارى ، الجامع الصحيح ،، كتاب الهبة، باب ہبةالمراة لغيرزوجها وعتقہا، اذا كان لها زوج فهو جائزاذا لم تكن سفيہة، فاذا كانت سفيہة لم يجز،رقم الحديث:، ٢٥٩٣

Bukhari Al-Jami 'al-Sahih, , Kitāb al-Hibā ,Bāb Hibbā al Mirāt lighair zaujuhā o Itteqhā, Izzā Kān lihā Zawjhā fahuwā Jāizā Izzā lemm tkkun saffih , feizzā kānet saffiht lemm yejjiz, Hadith no. 2593

[29]السنن الكبرىٰ، البيہقى، كتاب القسم و النشوز، باب الحال التى يختلف فيها حال النساء، رقم الحديث ١٤٧٦٢،

Al-sunnen al-Kubrā, Al-behēeqi, Kitā al-qasam al-nashooz, Bāb al-hāl allāti yehtelifu fihā Hāl al-nisā, Hadith 14762

[30]مستجدات فقيهة، ص: ١٧٩

,Mustijādāt Fiqqiyā, p. 179

[31]۔النساء:3

Al-Quran: Al-Nisa 4: 3

[32]الترمذی،، محمد بن عیسیٰ، امام، الجامع الترمذی، کتاب ابواب النکاح، باب ما جاء فی التسوية بينالضر ائر، ،شركة مكتبة مطبعة مصطفى البابي الحلبی، مصر، ١٩٧٥ءرقم الحديث:١١٤١

Al-Tirmdhi, Muhammad bin Esā, Imam , Aljam'ā al-Tirmidhi, Kitāb Abwāb al- Nikkāh, Bāb mā jā fi al-teswiyā binnezāiyer, Shirkā Mektabā Mettbā Mustafa al-bābi al helbi, miser, 1975, Hadith, 1141

[33]السنن ابی داؤد، کتاب النكاح، باب فی المراة علی زوجها، رقم الحديث : ٢١٤٢

Al-sunnen, abi, Dāwud, Kitāb al- Nikkāh, Bāb fil Mraāt alā Zawjuhā, Hadith no. 2142

[34]النسائی ، احمد بن شعيب، ابوعبد الرحمان، السنن النسائی، کتاب النكاح۔ باب اعلان النكاح بالصوت وضرب بالدف، رقم الحديث:٣٣٦٩

Al-Nisāi,Ahmad Bin Shuaib, Abu Abdurrahman, Al-sunnen Al-Nisāi, Kitāb al- Nikkāh, Bāb Elān al-Nikkāh bisawūt o dherb biddef, Hadith no. 3349

[35] فتویٰ نمبر ۹۸۸۸۱، مجریہ ۱۰ محرم ۱۴۳۲ ہجری

Fetwā no. 98881, mejjriyā 10 Muharrem, 1432 H

[36] فتویٰ نمبر: ۱۴۳۱، علامہ یوسف بنوری، کراچی

Fetwā no. 1431, Allama Yousuf Banawri, Karachi

[37] مفتی عبدالقیوم ہزاروی، ۳۹۰۹، ۱۶-۰۵-۱۱ء

Mufti Abdul Qayyum Hazārvi, 3909, 16-05-11

[38]https://www.urdunews.com/node/446041,retrieved on :15-10-2020

[39]۔روزنامہ پاکستان، 23 اپریل 2016

Roaznāmā Pakistan, 23rd April, 2016

[40]۔ایضا

Ibid

[41]https://dailypakistan.com.pk/23-apr-2016/369710

[42]-https://www.dawnnews.tv/news/131037, retrieved on :15-10-2020

[43]البقرہ۲:۲۲۸:

Al-Quran : Al-Baqrah , 2: 228

[44]-https://www.urdunews.com/node/446041, retrieved on : 15-10-2020

[45] Ibid

[46] Ibid